

## قرأت کا بیان

**سوال:** نماز میں یا غیر نماز میں قرآن کو ترتیب سے پڑھنے کا حکم ہے؟

**جواب:** نماز ہو یا تلاوت بطریق معهود (خارج نماز معروف طریقہ سے) ہودونوں میں لحاظ ترتیب واجب ہے اگر عکس کرے گا گنہگار ہوگا۔ سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسا شخص خوف نہیں کرتا کہ اللہ عزوجل اس کا دل الٹ دے۔

ہاں اگر خارج نماز ہے کہ ایک سورت پڑھ لی پھر خیال آیا کہ دوسری سورت پڑھوں وہ پڑھ لی اور اس سے اوپر کی تھی تو اس میں حرج نہیں یا مثلاً حدیث میں شب کے وقت چار سورتیں پڑھنے کا ارشاد ہوا ہے: یٰٰسین شریف کہ جورات میں پڑھے گا صبح کو بخشا ہوا اٹھے گا۔

سورہ دخان شریف پڑھنے کا ارشاد ہوا ہے کہ جو اسے رات میں پڑھے گا صبح اس حالت میں اٹھے گا کہ ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہوں گے۔

سورہ اقلہ شریف کہ جو اسے رات پڑھے گا محتاجی اس کے پاس نہ آئے گی۔

سورہ تبارک الذی شریف کہ جو اسے ہر رات پڑھے گا عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

ان سورتوں کی ترتیب یہی ہے مگر اس غرض کے لئے پڑھنے والا چار سورتیں متفرق پڑھنا چاہتا ہے کہ ہر ایک مستقل جدا

عمل ہے اسے اختیار ہے کہ جس کو چاہے پہلے پڑھے جسے چاہے پیچھے پڑھے۔ (ج 6 ص 239)

**سوال:** امام نماز میں بے ترتیب سورہ پڑھے تو اس پر کیا حکم ہے؟

**جواب:** امام نے سورتیں بے ترتیبی سے سہواً پڑھیں تو کچھ حرج نہیں، قصداً پڑھیں تو گنہگار ہوا، نماز میں کچھ خلل

(ج 6 ص 239)

نہیں۔

**سوال:** مقتدی کا امام کے پیچھے قرأت کرنا کیسا؟

**جواب:** مذہب حنفیہ دربارہ قرأت مقتدی (مقتدی کی قرأت کے بارے میں حنفیہ کا مذہب) عدم اباحت

(ناجائز) وکراہت تحریمیہ ہے۔

احادیث و آثار کہ اس باب میں وارد ہے حد و شمار (ہیں)، یہاں خوفِ طوالت بیان بعض پر اقتصار (کیا جائے گا):

حدیث: سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں "اذا صلیتم فاقیموا صنفوکم ثم لیؤمکم احدکم فاذا کبر

فکبر واذا قرأ فاصتوا“ یعنی جب تم نماز پڑھو اپنی صفیں سیدھی کرو پھر تم میں کوئی امامت کرے وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جنب و قرأت کرے تم چپ رہو۔

(صحیح مسلم ج 1 ص 174، تہذیب کتب خانہ ابراہیم)

حدیث: سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”انما الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبر واذا قرأ فاصتوا“ لفظ انسانی۔ یعنی امام تو اس لئے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی کہو اور جب قرأت کرے خاموش رہو۔ یہ نسائی کے الفاظ ہیں۔

(سنن النسائی ج 1 ص 112، تہذیب کتب خانہ ابراہیم)

امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمہ اللہ تو اپنی صحیح میں اس حدیث کی نسبت فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک صحیح ہے۔ حدیث: ترمذی اپنی جامع میں سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ”من صلی رکعة لم یقرء فیہا بام القرآن فلم یصل الا ان یکون وراء الامام“ یعنی جو کوئی رکعت بے سورہ فاتحہ کے پڑھی اس کی نماز نہ ہوگی مگر جب امام کے پیچھے ہو۔

(جامع ترمذی ج 1 ص 42، میں تہذیب کتب خانہ ابراہیم)

ہکذا رواہ مالک فی موطاء مرفوعاً (اسی طرح اس حدیث کو امام مالک نے مؤطا میں موقوفاً روایت کیا ہے)۔ اور امام ابو جعفر احمد بن سلامہ طحاوی رحمہ اللہ علیہ نے معانی الآثار میں اسے روایت کیا اور ارشادات سید مریمین صلی اللہ علیہ وسلم سے قرار دیا۔ حافظ ابویعلیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث: حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ”من صلی خلف الامام فان قرأ الامام له قرأة“ یعنی جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کا پڑھنا اس کا پڑھنا ہے۔ فقیر کہتا ہے یہ حدیث صحیح ہے رجال اس کے سب رجال صحاح ستہ ہیں۔

(مسند الامام اعظم ج 61، نور محمد کتب خانہ تجارت کراچی)

ورواہ محمد ہکذا مرفوعاً عن طریق اخر (اس کو امام محمد نے مرفوعاً دوسری سند سے روایت کیا ہے)۔ حاصل حدیث کا یہ ہے کہ مقتدی کو پڑھنے کی کچھ ضرورت نہیں امام کا پڑھنا کفایت کرتا ہے۔

حدیث: ”صلی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالناس فقرأ رجل خلفه فلما قضی الصلوة قال ایکھ قرأ خلفی ثلاث مرات فقال رجل انا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من صلی خلف الامام فان قرأ الامام له قرأة“ خلاصہ مضمون یہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی ایک شخص نے حضور کے پیچھے قرأت کی، سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر ارشاد فرمایا کس نے میرے پیچھے پڑھا، لوگ بسبب خوف حضور کے خاموش ہو رہے، یہاں تک کہ تین بار تکرار یہی استفسار فرمایا، آخر ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں نے۔ ارشاد ہوا کہ جو امام کے پیچھے ہو اس کے لئے امام کا پڑھنا کافی ہے۔

(مسند الامام اعظم ج 61، نور محمد کتب خانہ تجارت کراچی)

حدیث: ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن حماد بن ابراہیم ان عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لم یقرأ خلف الامام لا فی الركعتین الاولین ولا فی غیرہما، یعنی سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے امام کے پیچھے قرأت نہ کی نہ پہلی دو رکعتوں میں نہ ان کے غیر میں۔  
(الموطا، ج 1، ص 100، کتاب القراءات، ص 100)

فقیر کہتا ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو افاضل صحابہ و مومنین سابقین۔ سے ہیں حضور و سفر میں ہمراہ رکاب سعادت انتساب حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رہتے اور بارگاہ نبوت میں بے اذن لئے جانا ان کے لئے جائز تھا بعض صحابہ فرماتے ہیں ہم نے راہ و روش سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء سے جو چال و حال ابن مسعود کی ملتی پائی کسی کی نہ پائی، خود حضور اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ”رضیت لامتی ما رضی لہا ابن ام عبد و کبرھت لامتی ما کبرھ لہا ابن ام عبد“ میں نے اپنی امت کے لئے وہ پسند کیا جو عبد اللہ بن مسعود اس کے لئے پسند کرے اور میں نے اپنی امت کے لئے ناپسند کیا جو اس کے لئے عبد اللہ بن مسعود ناپسند کرے۔  
(بخاری، ج 9، ص 290، کتاب القراءات، ص 100)

گویا ان کی رائے حضور والا کی رائے اقدس ہے اور معلوم ہے کہ جناب ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مقتدی ہوتے فاتحہ وغیرہ کچھ نہیں پڑھتے تھے اور ان کے سب شاگردوں کا بھی وہی تھیں۔

حدیث: سنن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن القراءة خلف الامام قال انصت فان فی الصلوة لشعلا سیکفیک ذلک لامام، خلاصہ یہ کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو بارہ قرأت مقتدی سوال ہوا، فرمایا خاموش رہ کہ نماز میں مشغولی ہے یعنی بیکار باتوں سے باز رہنا غنقریب تھے امام اس کام کی کفایت کر دے گا یعنی نماز میں کچھ لا طائل باتیں روا نہیں، اور جب امام کی قرأت بعینہ اس کی قرأت ٹھہرتی ہے تو پھر مقتدی کا خود قرأت کرنا محض لغو ناشائستہ ہے۔

(موطا امام محمد، ج 100، کتاب القراءات، ص 100)

فقیر کہتا ہے یہ حدیث اعلیٰ درجہ صحاح میں ہے اس کے سب رواۃ ائمہ کبار و رجال صحاح ستہ ہیں۔

اثر: ابو حنیفہ عن حماد عن ابراہیم انہ قال لم یقرأ علیکم خلف الامام حرفاً لا فیما یجہر فیہ القراءة ولا فیما لا یجہر فیہ ولا قرأ فی الاخریین بام الکتاب ولا غیرہا خلف الامام ولا اصحاب عبد اللہ جمیعاً، یعنی ”تمہ میں قیس کہ کبار تابعین و اعظم مجتہدین اور ائمہ تلامذہ سیدنا بن مسعود ہیں امام کے پیچھے ایک حرف نہ پڑھتے چاہے جہر کی قرأت ہو چاہے آہستہ کی اور نہ پچھلی رکعتوں میں فاتحہ پڑھتے اور نہ اور کچھ سب امام کے پیچھے ہوتے اور نہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کے (دیگر) اصحاب میں سے کسی نے (امام کے پیچھے) قرأت کی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(کتاب القراءات، ج 16، دار الفکر، بیروت، ص 100)



انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مقتدی امام کے پیچھے کسی نماز میں قرأت نہ کرے یعنی نماز جبر یہ ہو یا سریہ۔

(شرح معانی الآثار، ج 1، ص 151، ح 1، ایضاً سید کبیری، برائینی)

حدیث: سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ افاضل صحابہ وعشرہ مبشرہ ومقربان بارگاہ سے ہیں منقول ہے انھوں نے فرمایا ”وددت ان الذی یقرأ خلف الامام فی فیہ جمرة“ یعنی میرا جی چاہتا ہے کہ امام کے پیچھے پڑھنے والے کے منہ میں انگارہ ہو۔

(عوامل امام محمد، ص 101، آفتاب عالم پریس، لاہور)

حدیث: حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ”نیت فی فہم الذی یقرأ خلف الامام حنجر“ یعنی کاش جو شخص امام کے پیچھے قرأت کرے اس کے منہ میں پتھر ہو۔ فقیر کہتا ہے رجال اس حدیث کے بشرط صحیح مسلم ہیں۔

(عوامل امام محمد، ص 102، آفتاب عالم پریس، لاہور)

الحاصل ان احادیث صحیحہ ومعتبرہ سے مذہب حنفیہ بحمد اللہ ثابت ہو گیا۔

(ن 6 ص 240، 246)

**سوال:** امام شافعی علیہ الرحمہ قرأت خلف الامام کے قائل ہیں، ان کے دلائل کا جواب کیا ہے؟

**جواب:** باقی رہے تمکات شافعیہ ان میں عمدہ ترین دلائل جسے ان کا مذہب کا جواب دینے والے حدیث صحیحین سے لے کر ”لا صلوة الا بفاتحة الكتاب“ کوئی نماز نہیں ہوتی بے فاتحہ کے۔

جواب اس حدیث سے چند طور پر ہے یہاں اسی قدر کافی کہ یہ حدیث تمھارے مفید نہ ہمارے مضمر، ہم خود مانتے ہیں کہ کوئی نماز ذات رکوع و سجود بے فاتحہ کے تمام نہیں امام کی ہو خواہ ماموم کی مگر مقتدی کے حق میں خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے لئے امام کی قرأت کافی اور امام کا پڑھنا بعینہ اس کا پڑھنا ہے۔ کما مر سابقاً (جیسا کہ پیچھے گزر چکا) پس خلاف ارشاد حضور والا تم نے کہاں سے نکال لیا کہ مقتدی جب تک خود نہ پڑھے گا نماز اس کی بے فاتحہ رہے گی اور فاسد ہو جائے گی۔

دوسری دلیل: حدیث مسلم ”من صلی صلاة لم یقرأ فیہا بام القرآن فہی خداج ہی خداج ہی خداج“ حاصل یہ کہ جس نے کوئی نماز بے فاتحہ پڑھی وہ ناقص ہے ناقص ہے ناقص ہے۔

اس کا جواب بھی بعینہ مثل اول کے ہے نماز بے فاتحہ کا نقصان مسلم اور قرأت امام قرأت ماموم سے معنی خلاصہ یہ کہ اس قسم کی احادیث اگرچہ لاکھوں ہوں تمھیں اس وقت بکار آمد ہوں گی جب ہمارے طور پر نماز مقتدی بے ام الکتاب رہتی ہو وهو ممنوع (اور یہ ممنوع ہے)۔

تیسری دلیل: حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”لا تفعلوا الا بام القرآن“ امام کے پیچھے اور کچھ نہ پڑھو سوائے

(مسند احمد بن حنبل، ج 5، ص 322، دار الفکر، بیروت)

فاتحہ کے۔

اولاً یہ حدیث ضعیف ہے اُن صحیح حدیثوں کی جو ہم نے مسلم اور ترمذی و نسائی و موطائے امام مالک و موطائے امام شافعی و غیرہ اصحاب و معتبرات سے نقل کیں کب مقاومت (مقابلہ) کر سکتی ہے، امام احمد بن حنبل و غیرہ حفاظ نے اس کی تضعیف کی، تھکی بن معین جیسے ناقدین جس کی نسبت امام مدوح نے فرمایا جس حدیث کو تھکی نہ پہچانے حدیث ہی نہیں فرماتے میں اسٹن نے فاتحہ غیر محفوظ ہے۔

ثانیاً خود شافعیہ اس حدیث پر دو وجہ سے عمل نہیں کرتے:

ایک یہ کہ اس میں ماورائے فاتحہ سے نبی ہے اور ان کے نزدیک مقتدی کو شہم سورت (سورت مانا) بھی جائز ہے۔  
دوسرے یہ کہ حدیث مذکور جس طریق سے ابو داؤد نے روایت کی با واز بلند منادی کہ مقتدی کو جبراً فاتحہ پڑھنا اور یہ امر بالا جماع ممنوع

پس جو خود اُن کے نزدیک متروک ہم پر اُس سے کس طرح احتجاج کرتے ہیں۔

بالجملہ ہمارا مذہب مہذب بحمد اللہ حج کافیہ و دلائل وافیہ سے ثابت، اور مخالفین کے پاس کوئی دلیل قاطع ایسی نہیں کہ اُسے معاذ اللہ باطل یا منہمل کر سکے۔

مگر اس زمانہ پر فتن کے بعض جہال بے لگام جنہوں نے ہوائے نفس کو اپنا امام بنایا اور انتظام اسلام کو درہم برہم کرنے کے لئے تقلید ائمہ کرام میں خدشات و اوہام پیدا کرتے ہیں جس ساز و سامان پر ائمہ مجتہدین خصوصاً امام الائمہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت اور جس بضاعت مزجات پر ادعائے اجتہاد و فتاہت ہے عقلائے منصفین کو معلوم، اصل مقصود ان کا اغوائے عوام ہے کہ وہ پیارے قرآن و حدیث سے ناواقف ہیں جو ان مدعیان خام کار نے کہہ دیا انہوں نے مان لیا اگرچہ خواص کی نظر میں یہ باتیں موجب ذلت و باعث فضیحت ہوں۔

(ج 6، ص 246)

**سوال:** اعراب میں غلطی کرنے سے نماز میں کیا اثر پڑتا ہے؟

**جواب:** خطائی الاعراب یعنی حرکت، سکون، تشدید، تخفیف، قصر، مد کی غلطی میں علمائے متاخرین رحمہ اللہ علیہم اجمعین کا فتویٰ تو یہ ہے کہ علی الاطلاق اس سے نماز نہیں جاتی۔

اگرچہ علمائے متقدمین و خود ائمہ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم در صورت فساد معنی (فساد معنی کی صورت میں) فساد نماز مانتے ہیں اور یہی من حیث الدلیل اقوی (دلیل کے اعتبار سے زیادہ قوت والا ہے)، اور اسی پر عمل احوط و احری (اسی پر عمل میں زیادہ احتیاط ہے)۔

(ج 6، ص 248)